البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ الصافات

(۳)

فَاسۡتَفۡتِهِمۡ اَلِرَبِّكَ الۡبَنَاتُ وَلَهُمُ الۡبَنُوۡنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمۡ خَلَقۡنَا الۡمَلٰٓـئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمۡ
شٰهِدُوۡنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ مِّنۡ اِفۡكِهِمۡ لَيَقُوۡلُوۡنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ ﴿۱۵۲﴾

(یہ اب بھی نہیں مانتے) تو اِن سے پوچھو،[۹۲] کیا تیرے پروردگار کے لیے بیٹیاں ہیں اور اِن کے لیے بیٹے؟[۹۳] یا ہم نے فرشتوں کو عورتیں بنایا اور یہ اُس وقت دیکھ رہے تھے؟ سن لو، حقیقت یہ ہے کہ یہ محض اپنی من گھڑت سے کہہ رہے ہیں کہ اللہ کے اولاد ہوئی ہے اور یہ بالکل جھوٹے ہیں۔

۹۲۔ اصل میں لفظ ’فَاسۡتَفۡتِهِمۡ‘ آیا ہے۔ سورہ کے شروع میں ملائکہ اور جنات کی الوہیت کی تردید کے بعد بعینہٖ اِسی لفظ سے آیت ۱۱ میں کلام کا رخ قریش کی تہدید و وعید اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی کے مضمون کی طرف مڑ گیا تھا۔ انبیا علیہم السلام کی تاریخ سے اُس پر استدلال کے بعد اب آخر میں ’عود علی البدء‘ کے طریقے پر اُسی الوہیت کے مسئلے کو پھر لے لیا ہے جس کی تردید سے سورہ شروع ہوئی تھی۔

۹۳۔ مطلب یہ ہے کہ اول تو خدا کی طرف بیٹوں اور بیٹیوں کی نسبت ہی ایک شدید قسم کی حماقت ہے، لیکن اِنھوں نے حماقت پر حماقت یہ کی ہے کہ خدا کے لیے وہ چیز پسند کی ہے جو اپنے لیے کبھی پسند نہیں کرتے۔

اَصۡطَفَی الۡبَنَاتِ عَلَی الۡبَنِیۡنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَکُمۡ ۟ کَیۡفَ تَحۡکُمُوۡنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا
تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۱۵۵﴾ اَمۡ لَکُمۡ سُلۡطٰنٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاۡتُوۡا بِکِتٰبِکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ
صٰدِقِیۡنَ ﴿۱۵۷﴾
وَجَعَلُوۡا بَیۡنَہٗ وَبَیۡنَ الۡجِنَّۃِ نَسَبًا ؕ وَلَقَدۡ عَلِمَتِ الۡجِنَّۃُ اِنَّہُمۡ لَمُحۡضَرُوۡنَ ﴿۱۵۸﴾
سُبۡحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یَصِفُوۡنَ ﴿۱۵۹﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ الۡمُخۡلَصِیۡنَ ﴿۱۶۰﴾ فَاِنَّکُمۡ وَمَا

کیا اللہ نے بیٹوں کے مقابلے میں بیٹیاں پسند کر لیں؟[۹۴] تمھیں کیا ہو گیا ہے، تم کیسے حکم لگاتے ہو؟ پھر کیا تم ہوش سے کام نہیں لیتے؟[۹۵] یا تمھارے پاس (کتاب الٰہی کی) کوئی واضح حجت ہے؟ تو لاؤ اپنی کتاب، اگر تم سچے ہو۔[۹۶] ۱۴۹-۱۵۷

اِنھوں نے خدا کے اور جنوں کے درمیان بھی رشتہ بنا رکھا ہے، اور جنوں کو خوب معلوم ہے کہ نافرمانی کریں گے تو وہ بھی یقیناً پکڑے ہوئے آئیں گے — اللہ پاک ہے اُن باتوں سے جو یہ بیان کرتے ہیں[۹۷] — اللہ کے برگزیدہ بندے ہی (اُس کی پکڑ سے) محفوظ رہیں گے۔ سو تم اور

۹۴۔ یعنی تمھارے زعم کے مطابق اور اپنے لیے وہ چیز گوارا کر لی کہ تمھارے لیے انتخاب کا موقع ہو تو کبھی گوارا نہ کرو۔ یہ مخاطب کے مسلمات سے اُس کی حماقت پر متنبہ کرنے کا اسلوب ہے۔ اِس سے کسی کی تحقیر مقصود نہیں ہے۔

۹۵۔ مطلب یہ ہے کہ یہ بات تو ادنیٰ تامل سمجھ میں آسکتی ہے۔ پھر دھیان کیوں نہیں کرتے؟

۹۶۔ اِس سے واضح ہوا کہ خدا کے بارے میں کوئی بات یا عقل و فطرت کے مسلمات کی بنیاد پر کہی جا سکتی ہے یا خود خدا کی کسی کتاب کی بنیاد پر۔ اِسے من گھڑت سے کہنے کی جسارت کسی شخص کو بھی نہیں کرنی چاہیے۔ یہ صریح افترا علی اللہ ہے۔

۹۷۔ یہ جملۂ معترضہ ہے جو فوری تردید کے لیے اصل سلسلۂ کلام کے بیچ میں آگیا ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

”... اِس سے اِس حقیقت کا اظہار ہوتا ہے کہ وہ بات ایسی گھنونی ہے کہ متکلم کو اُس کی تردید کے لیے

تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ ﴿۱۶۳﴾
وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَاِنَّا لَنَحْنُ
الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾
وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ

تمھارے معبود، تم اِن پر صرف اُنھی کو فریفتہ کر سکتے ہو جو (اپنے کرتوتوں کی بنا پر) جہنم میں پڑنے والے ہیں۔ ۱۵۸-۱۶۳

(یہ ہمیں خدا کی بیٹیاں بناتے ہیں؟ ہرگز نہیں[۹۸])، ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کا ایک معین مقام ہے[۹۹] اور ہم جو ہیں، ہم تو خدا کے حضور صف بستہ رہنے والے ہیں اور ہم تو (ہمہ وقت) اُس کی تسبیح میں لگے رہتے ہیں۔[۱۰۰] ۱۶۴-۱۶۶

یہ لوگ[۱۰۱] کہا کرتے تھے کہ اگر پہلوں کی یاد دہانی[۱۰۲] ہمارے پاس ہوتی تو ہم خدا کے خاص

معاملے میں اتنا توقف بھی گوارا نہیں کہ اُس کی بات پوری ہو لے۔‘‘(تدبر قرآن ۶/۴۹۹)

۹۸۔ یہ کلام کے بیچ میں جبریل امین نے اُن سب حماقتوں کی تردید کر دی ہے جن کا ذکر اوپر ہوا ہے۔ گویا جن کو معبود بنایا گیا تھا، اُنھی کے گل سر سبد نے بتا دیا کہ خدا کے مقابلے میں اُن کی حیثیت کیا ہے۔

۹۹۔ یعنی خدا کی اولاد اور اُس کی خدائی میں شریک ہونا تو در کنار، ہمارا حال تو یہ ہے کہ اپنے حدود سے باہر پر نہیں مار سکتے۔ خدا نے جو مقام ہمارے لیے متعین کر دیا ہے، بس وہی ہمارا مقام ہے۔ ہماری یہ مجال نہیں ہے کہ اُس سے ذرہ برابر تجاوز کریں۔

۱۰۰۔ یعنی جو باتیں تم خدا کے بارے میں کہہ رہے ہو، اُس کو اُن سے پاک قرار دینے میں سر گرم رہتے ہیں۔ یہ اُن کی نماز کی طرف اشارہ ہے۔ سورہ کے شروع میں یہی چیز ’فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا‘ کے الفاظ میں بیان ہوئی ہے۔

۱۰۱۔ یعنی قریش مکہ، جو سورہ کے مخاطب ہیں۔

الْمُخْلَصِيْنَ ﴿١٦٩﴾ فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿١٧٠﴾
وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٧١﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿١٧٢﴾
وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿١٧٣﴾ فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٤﴾ وَّاَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ
يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٥﴾
اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٧٦﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٧﴾

بندے ہوتے۔[۱۰۳] لیکن (وہ اِن کے پاس آگئی تو) اِنھوں نے اُس کا انکار کر دیا۔ سو عنقریب جان لیں گے کہ اب اِس کا انجام کیا ہوتا ہے۔ ۱۶۷-۱۷۰

(تم خدا کے رسول ہو اور) رسول کی حیثیت سے اپنے بھیجے ہوئے بندوں کے بارے میں ہمارا یہ فیصلہ پہلے ہی صادر ہو چکا ہے کہ مدد کے حق دار وہی ہوں گے۔ اور یقیناً ہمارا لشکر ہی غالب رہنے والا ہے۔[۱۰۴] سو کچھ دنوں کے لیے اِن سے اعراض کرو اور اِنھیں دیکھتے رہو کہ عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے۔ ۱۷۱-۱۷۵

پھر کیا یہ ہمارے عذاب کے لیے جلدی مچا رہے ہیں؟ سو جب وہ اِن کے صحن میں اترے گا تو

۱۰۲۔ اِس سے خدا کی کتاب مراد ہے۔ اصل میں اِس کے لیے لفظ 'ذِکْر' استعمال ہوا ہے۔ قرآن میں یہ لفظ خود قرآن کے لیے جگہ جگہ استعمال کیا گیا ہے۔ اِس سے اِس حقیقت کو ظاہر کرنا مقصود ہے کہ خدا کی کتابیں اصلاً اِسی یاددہانی کے لیے نازل کی گئی ہیں۔

۱۰۳۔ یہی بات سورۂ فاطر (۳۵) کی آیت ۴۲ میں بھی نقل ہوئی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دوسری قوموں کی طرح ہم اُس یاددہانی کو ہرگز نہ جھٹلاتے، بلکہ اُس کی پیروی کرتے اور خدا کے خاص بندے بن کر دکھاتے۔

۱۰۴۔ یہ اُس سنت الٰہی کا حوالہ ہے جو قرآن میں متعدد مقامات پر بیان کی گئی ہے کہ رسولوں کے مخالفین اُن کو کبھی مغلوب نہیں کر سکتے۔ اللہ اپنے رسولوں کی لازماً مدد کرتا ہے اور وہ غالب ہو کر رہتے ہیں اور اُن کے مخالفین باز نہ آئیں تو لازماً صفحۂ ہستی سے مٹا دیے جاتے ہیں۔ قرآن نے بتایا ہے کہ اِس کے لیے اگر ضرورت ہو تو اللہ تعالیٰ آسمان سے اپنے فرشتوں کے لشکر بھی اتارتا ہے۔ آیت میں اِسی کو 'جُنْدَنَا' (ہمارا لشکر) کہا ہے۔

وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾
سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۸۱﴾
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۲﴾

بڑی ہی بری ہو گی اُن لوگوں کی صبح[۱۰۵] جنھیں اُس سے خبر دار کر دیا گیا۔ (اِس لیے چھوڑ دو) اور کچھ دنوں کے لیے اِن سے اعراض کرو اور دیکھتے رہو کہ عنقریب یہ بھی دیکھ لیں گے۔ ۱۷۶-۱۷۹

تیرا پروردگار، عزت کا مالک، اُن سب باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں اور اُس کے پیغمبروں پر سلامتی ہے[۱۰۶] اور شکر اللہ ہی کے لیے ہے، جہانوں کا پروردگار۔[۱۰۷] ۱۸۰-۱۸۲

۱۰۵۔ یہ لفظ اِس لیے استعمال کیا گیا ہے کہ عرب میں غارت گری کا اصلی وقت صبح کا وقت ہی ہوتا تھا۔ ’واصباحا‘ کے نعرے میں اِس کا یہی مفہوم ملحوظ ہے۔

۱۰۶۔ اوپر یہی بشارت ہر پیغمبر کے لیے وارد ہوئی ہے۔ یہاں خاص طور پر اشارہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہے۔

۱۰۷۔ اِس لیے کہ یہ اُسی کی عدالت ہے جو اِس طرح ظاہر ہوتی اور اہل ایمان کے لیے اُس عدل کامل کے ظہور کی شہادت بن جاتی ہے جو آخرت میں ظاہر ہونے والا ہے۔